مسائلِ معراج

تصنیف لطیف:

اعلیٰ حضرت مجدد امام احمد رضا بریلوی
قدس سرہ العزیز

ALAHAZRAT NETWORK
اعلیٰحضرت نیٹ ورک

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

مسئلہ از گڑھی اختیار خاں تحصیل خان پور ریاست بہاولپور مرسلہ جناب مولوی محمد یار صاحب واعظ ۔ ۹ رشعبان المعظم ۱۳۳۳ھ

قبلہ معتقدین دام ظلہم ۔ از خاکسار محمد یار مشتاق دیدار بعد نیاز ۔ شب معراج آپ کا قصیدۂ معراجیہ پڑھا گیا جس پر وہابیوں نے دولہا ، دولھن کے متعلق شور اٹھایا کہ اللہ جل جلالہٗ و حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حق میں ان الفاظ کا استعمال کرنا موجب کفر ہے شب برأت کو یہاں (گڑھی اختیار خاں) میں ان الفاظ کے متعلق وہابیوں کی طرف سے میرے ساتھ ایک طویل بحث ہونے والی ہے ۔

اے مجدد دامن بے سروساماں مددے
قبلۂ دیں مددے کعبۂ ایماں مددے

ضرور مہربانی فرما کر دلائل قاطعہ سے اس تشبیہ کا ثبوت ، مدلل کرکے اسی ہفتہ میں بھیج کر مسلمانان اہلسنت وجماعت کو عزت بخشی ۔ حضور پر فرض بھی جاری ہے یہ فی سبیل اللہ بقصد قبۂ روضۂ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کام کو سب کاموں پر مقدم فرما کر وہ تحریر فرما دیں کہ موجب اطمینان اہل اسلام ہو ۔

الجواب

اللہ عزوجل نے وہابیہ کی قسمت میں کفر لکھا ہے۔ انھیں ہر جگہ کفر ہی کفر سوجھتا ہے۔ قصیدۂ مذکورہ میں دو جگہ دولھن کا لفظ ہے اور چار جگہ دولھا کا۔ وہ اشعار یہ ہیں ؎

نئی دولھن کی پھبن میں کعبہ نکھر کے سنورا سنور کے نکھرا
حجر کے صدقے کمر کے ایک تل میں رنگ لاکھوں بناؤ کے تھے

نظر میں دولھا کے پیارے جلوے حیا سے محراب سر جھکائے
سیاہ پردے کے منہ پر آنچل تجلی ذات بحت سے تھے

دولھن کی خوشبو سے مست کپڑے نسیم گستاخ آنچلوں سے
غلاف مشکیں جو اڑ رہا تھا غزال نافے بسا رہے تھے

خدا ہی دے صبر جان پر غم دکھاؤں کیوں کر تجھے وہ عالم
جب ان کو جھرمٹ میں لے کے قدسی جناں کا دولھا بنا رہے تھے

بچا جو تلووں کا ان کے دھوون بنا وہ جنت کا رنگ و روغن
جنھوں نے دولھا کی پائی اترن وہ پھول گلزار نور کے تھے

جھلک سی اک قدسیوں پر آئی ہوا بھی دامن کی پھر نہ پائی
سواری دولھا کی دور پہنچی برات میں ہوش ہی گئے تھے

اس میں کون سی جگہ اللہ عزوجل کو معاذ اللہ دولھن یا دولھا

کہا گیا ہے۔ ولکن الوھابیۃ قوم یفترون۔

وہابیہ کی بنائے مذہب کذب و افترا ہے۔ اور کیوں کر نہ ہو کہ ان کے پیشوا اسمٰعیل دہلوی نے اپنے معبود کے لیے جھوٹا ہونا روا رکھا ہے[1] ان شیخت[2] ہی رکھنے کے لیے جھوٹ سے بچنا ہے۔ اب اگر یہ بھی جھوٹ سے بچیں تو عابد و معبود برابر ہو جائیں۔ اس لئے ان کے دین میں نماز سے بھی بڑھ کر فرض ہوا کہ جھوٹ بکا کریں کہ کسی طرح اپنے ساختہ معبود سے تو کم رہیں۔ ضعف الطالب والمطلوب بئس المولٰی و بئس العشیر۔

شعر اول میں تو دولہن کسی کو بھی نہ کہا۔ اپنے معنی حقیقی پر ہے۔ زینت کعبہ کو کسی دولہن کی زیبائش سے تشبیہ دی ہے جس طرح ان حدیثوں میں جنت کی جنبش سرور کو دولہن کی نازش سے۔

خطیب نے تاریخ بغداد میں عقبہ بن عامر جہنی، اور طبرانی نے معجم اوسط میں عقبہ اور انس دونوں اور ازدی نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت کی ہے۔

رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا "جب جنت کو دونوں شہزادوں امام حسن و امام حسین علی جدہما الکریم وعلیہما الصلوٰۃ والسلام کا اسمیں تشریف معلوم ہوا۔ ماست الجنۃ میسا کما تمیس العروس۔ جنت

---

[1] رسالہ یکروزی مصنفہ اسمٰعیل دہلوی ص ۱۳۵ [2] بزرگی۔

خوشی میں جھومنے لگی جیسے نئی دولھن زحمت سے جھومے۔

شعر سوم میں کعبۂ معظمہ کو دولھن کہا اور مکان آراستہ کو دولھن کہنا محاورہ صحیح شایع[1] ہے۔

امام احمد مسند میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔ عسقلان احدی العروسین یبعث منہا یوم القیٰمۃ سبعون الفا بغیر حساب علیھم۔ عسقلان[2] دو دلہنوں میں کی ایک ہے۔ روز قیامت اس میں سے ستر ہزار، ایسے اٹھیں گے جن پر حساب نہیں۔

مسند الفردوس میں عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

طوبیٰ لمن اسکنہ اللہ تعالےٰ	شادمانی ہے اسے جس کو اللہ تعالیٰ دو
احدی العروسین عسقلان	دلہنوں میں سے ایک میں بسائے عسقلان
او غزۃ۔	یا غزہ۔

باقی چار اشعار میں حضور اقدس صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دولھا، کہا ہے۔ اور وہ بیشک تمام سلطنت الٰہی کے دولھا ہیں۔

امام احمد قسطلانی، مواہب لدنیہ شریف میں نقل فرماتے ہیں:۔

ھو صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم	نبی صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے،

---

[1] مشہورہ

[2] ایک شہر کا نام۔

رای صورۃ ذاته المبارکة فی الملکوت فاذا ھو عروس المملکة۔

شب معراج عالم ملکوت میں اپنی ذات مبارک کی تصویر ملاحظہ فرمائی تو دیکھا کہ حضور تمام سلطنت الٰہی کے دولہا ہیں۔

دلائل الخیرات شریف میں ہے:

اللّٰھم صل علٰی محمد بحر انوارك ومعدن اسرارك ولسان حجتك وعروس مملکتك

الٰہی درود بھیج محمد صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم اور آپ کی آل پر جو تیرے انوار کے دریا اور تیرے اسرار کے معدن اور تیری حجت کی زبان اور تیری سلطنت کے دولہا ہیں۔

علامہ محمد فاسی اس کی شرح مطالع المسرات میں فرماتے ہیں:

مملکتك ھو موضع الملك شبھه بمجتمع العرس وما فیه من الاحتفال والتناھی فی النضج والتأنق فی محسناته وترتیب امورہ وکونه جدیدًا ظریفًا واھله فی فرح وسرور ونعمة وحبور فرحین بعروسھم راضین به محبین مکرمین له مؤتمرین لامرہ متنعمین به

اس عبارت سراپا بشارت کا خلاصہ یہ ہے کہ امام محمد ابن سلیمان جزولی قدس سرہ الشریف نے اس درود مبارک میں سلطنت کو برات کے مجمع سے تشبیہ دی کہ اس میں کیسا اجتماع ہوتا ہے۔ اور اس کی آرائش انتہا کو پہنچائی جاتی ہیں۔ سب کام قرینے سے ہوتے ہیں۔ ہر چیز نئی اور خوش آیند۔ لوگ دولہا پر شاد و فرحان اسے چاہنے والے

بانواع التشهيات تبديت
اللازم الذى هو العروس و
المعهود تشبيه مجتمع العرس
بالمملكة وعكس التشبيه هنا
لاقتضاء المقام ذالك التكييف ان
سر المملكة ونكتتها ومعناها
الذى لاجله كانت هو المصطفى
صلى الله تعالى عليه وسلم كما ان
سر مجتمع العرس ونكتته
ومعناه الذى لاجله كان هو
العروس والمصطفى صلى الله
تعالى عليه وسلم هو الانسان
الكبير الذى هو الخليفة على
الاطلاق فى الملك والملكوت
قد خلعت عليه اسرار الاسماء
والصفات ومكن من التصرف
فى البسائط والمركبات والعروس
يحاكى بذلك انه خان البلد والسلطة
[illegible]

اس کی تعظیم واطاعت میں مصروف
اس کے ساتھ قسم قسم کی من مانی نعمتیں
پاتے ہوئے۔ اور عادت یوں ہے
کہ برات کے مجمع کو سلطنت سے تشبیہ
دیتے ہیں۔ یہاں اس کا عکس سمجھا
جائے کہ جس طرح برات کے مجمع کا مغز
دولہا ہوتا ہے یوں ہی تمام
سلطنت الٰہی کے وجود کا سبب اور اس
کے اصل و راز و مغز و معنی صرف مصطفےٰ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں
نیز دولہا کے دم کے ساتھ ہے سارا مجمع برات
اس لئے کہ حضور تمام ملک و ملکوت پر
اللہ عزوجل کے نائب مطلق ہیں جن کو رب
عزوجل نے اپنے اسماء و صفات کے اسرار
کا خلعت پہنایا۔ اور ہر مفرد و مرکب
میں تصرف کا اختیار دیا۔
دولہا بادشاہ کی شان دکھاتا ہے۔
اس کا حکم برات میں نافذ ہوتا ہے۔

فی نفوذ الامر فخدمة الجمیع له وفتر عنهم لشانه ووجدانه مایحب ویشتهی مع الراحة و اصحابه فی مؤنته وتحت طعامه فتم التشبیه وتمکنت الاستعارۃ۔

سب اس کی خدمت کرتے اور اپنے کام چھوڑ کر اس کے کام میں لگے ہوتے۔ جس بات کو اس کا جی چاہے موجود کی جاتی ہے۔ چین میں ہوتا ہے اور سب باقی اس کی خدمت میں اور اس کے طفیل میں کھانا پاتے ہیں۔

یوں ہی مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عالم میں بادشاہ حقیقی عزوجل کی شان دکھلاتے ہیں۔ تمام جہان میں ان کا حکم نافذ ہے۔ سب ان کے خدمتگار زیر فرمان ہیں۔ جو وہ چاہتے ہیں اللہ عزوجل موجود کر دیتا ہے۔ "اری ربک یسارع فی ھواک" صحیح بخاری کی حدیث ہے کہ ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کرتی ہیں: میں حضور کے رب کو دیکھتی ہوں کہ حضور کی خواہش میں شتابی فرماتا ہے۔

تمام جہان حضور کے صدقے میں حضور کا دیا کھاتا ہے کہ "انما انا قاسم واللہ معطی"۔ صحیح بخاری کی حدیث ہے کہ حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں "ہر نعمت کا دینے والا اللہ ہے اور بانٹنے والا میں ہوں"۔ یوں تشبیہ کامل ہوئی اور حضور اقدس صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمام سلطنت الٰہی کے دولہا ٹھہرے۔ والحمد للہ رب العٰلمین۔

ان تقریرات سے واضح ہوا کہ ان معانی پر دلھن، دولھا، زوج و زوجہ کی طرح ہم مفہوم و متضایف[1] نہیں عسقلان وغیرہ کو حدیث نے دلھنیں فرمایا۔ دولھا کون ہے؟

بیہقی شعب الایمان امیر المومنین مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بسند حسن روایت کرتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں

لکل شیء عروس وعروس القرآن الرحمٰن ۔	ہر شے کی جنس میں ایک دولھن ہوتی ہے اور قرآن عظیم میں سورۃ الرحمٰن دلھن ہے۔

یہاں کسے دولھا ٹھہرائیے گا - ؟

قصیدہ سے وہ مہمل وملعون خیال پیدا کرنا کسی ایسے ہی کا کام ہوگا مگر حدیثیں تو اس سے بڑھ کر اوہام باطلہ والوں پر قہر ڈھائیں گی۔ حاکم صحیح مستدرک اور امام الائمہ ابن خزیمہ اپنی صحیح اور بیہقی سنن میں حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی۔ رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:-

ان اللہ تعالیٰ یبعث الایام	بیشک اللہ عزوجل قیامت کے دن
یوم القیٰمۃ علی ھیأتھا ویبعث	بہت دنوں کو ان کی شکل پر اٹھائے
یوم الجمعۃ زھراء منیرۃ اھلھا	گا اور جمعہ کو چمکتا روشنی دیتا جمعہ پڑھنے
یحفون بھا کالعروس تھدی	والے اس کے گرد جھرمٹ کئے ہوئے جیسے
الی کریمھا۔	نئی دولھن کو اس کے گرامی شوہر کے یہاں

---

[1] یعنی ایک کا سمجھنا دوسرے کے سمجھنے پر موقوف نہیں۔

رخصت کر کے لے جاتے ہیں۔

امام اجل ابوطالب کی "قوت القلوب" اور امام حجۃ الاسلام محمد غزالی احیاء میں فرماتے ہیں :-

قال محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ان الکعبۃ تحشر کالعروس المزفوفۃ (قال الشارح الی بعلہا) وکل من حجہا یتعلق باستارہا یسعون حولہا حتی تدخل الجنۃ فیدخلون معہا۔

یعنی رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ
نے فرمایا بیشک کعبہ روز قیامت یوں
جائے گا جیسے شب زفاف دولھن
دولھا کی طرف لے جاتے ہیں۔ تما
اہلسنت جنھوں نے حج مقبول کیا
کے پردوں سے لپٹے ہوئے اس کے
دوڑتے ہونگے یہانتک کہ کعبہ اور
کے ساتھ یہ سب داخل جنت ہونگے

نہایہ امام ابن الاثیر میں ہے :-

منہ الحدیث یزف علی بینی و بین ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام ان کسرت الزای فمعناہ یسرع من زف فی مشیہ وازف اذا اسرع وان فتحت فہو من زففت العروس ازفہا اذا

یعنی اسی باب سے ہے یہ حدیث، ک
رسول اللہ صلی اللہ تعالٰے علیہ وسلم نے
فرمایا کہ علی مرتضٰے میرے اور ابراہیم
خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بیچ
جنت کی طرف خوش خوش تیز چلیں گے یا
اور ان کے بیچ میں جنت کی طرف

بہدیتہا الیٰ زوجہا۔	یوں لے جائیں گے جیسے نئی دولھن کو دولھا کے یہاں لے جاتے ہیں۔

امام اجل ابن المبارک و ابن ابی الدنیا، ابوالشیخ اور ابن النجّار نے کتاب الدرۃ الثمینہ فی تاریخ المدینہ میں کعب احبار سے راوی کہ انھوں نے ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا کے سامنے بیان کیا۔ اور کتاب التذکرہ میں امام ابوعبداللہ محمد قرطبی کے لفظ یہ ہیں کہ:۔

روی ابن المبارک عن عائشہ	یعنی امام ابن المبارک نے ام المومنین
رضی اللہ تعالیٰ عنہا انہا قالت	صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت
ذکروا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ	کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
وسلم وکعب الاحبار حاضر۔	کا ذکر پاک تھا اور اس وقت کعب احبار
فقال کعب الاحبار۔	حاضر تھے تو کعب نے کہا:۔

ہر صبح ستر ہزار فرشتے اتر کر مزار اقدس حضور سید عالم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کا طواف کرتے اور اس کے گرد حاضر رہ کر صلوٰۃ وسلام عرض کرتے رہتے ہیں۔ یوں ہی ستر ہزار رات میں حاضر رہتے ہیں اور ستر ہزار دن میں

حتّٰی اذا انشقت عنہ الارض خرج	جب حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مزار
فی سبعین الفًا من الملٰئکۃ	مبارک سے روز قیامت اٹھیں گے۔ ستر
یزفونہ صلی اللہ تعالیٰ	ہزار ملائکہ کے ساتھ باہر تشریف لائیں گے
علیہ وسلم۔	جو حضور کو بارگاہ رب العزت میں یوں

لے چلیں گے جیسے نئی دولھن کو کمال اعزاز و فرحت و سرور و راحت و آرام و تزک و احتشام کے ساتھ دولھا کی طرف لے جاتے ہیں۔

مجمع بحار الانوار میں بعلامت ط، علامہ طیبی شارح مشکوٰۃ سے بعد ذکر حدیث علی مثل عبارت مذکورہ نہایہ ہے:۔

ومنه فی الوجهین فی سبعین الفا من الملٰئکة یزفونه صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔

اور انھیں سے دونوں صورتوں میں ہے کہ ستر ہزار فرشتے حضور صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو خوش خوش لے جائیں گے۔

(مترجم)

شیخ محقق محدث دہلوی قدس سرہٗ مدارج میں اسی حدیث کے ترجمہ میں فرماتے ہیں:۔

چوں مبعوث می گردد از قبر شریف بیروں می آید میان ایں فرشتگاں زفاف می کنند اورا۔ و زفاف در اصل بمعنی بردن عروس بخانۂ زوج و مراد ایں جا لازم معنی است کہ بردن محبوب است پیش محب یعنی بردن آنحضرت صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم بدرگاہ عزت۔

جب حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اٹھائے جائیں گے قبر شریف سے باہر آئیں گے یہ فرشتے آپ کو رخصت کریں گے۔ زفاف کے معنی اصل میں دولھن کو شوہر کے گھر لے جانا ہے (جس کو اردو میں رخصت، کہتے ہیں) یہاں اس سے لازمی معنی مراد ہیں۔ یعنی محبوب کو محب کے پاس لے جانا

یعنی آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بارگاہ

رب العزت میں لے جانا (مترجم)

اب وہابیہ بولیں کس کس کو کافر کہیں گے مگر ان کو اس پر تنبیہ بیکار ان کے اصل مذہب کی بنا ہی اس پر ہے کہ اللہ و رسول تک کو معاذ اللہ شرک بناتے ہیں پھر اور کسی کی کیا گنتی.

ان کے امام نے تقویت الایمان میں صاف لکھدیا کہ جو کہے اللہ و رسول نے دولتمند کر دیا وہ شرک ہے حالانکہ بعینہٖ یکلمہ خود اللہ عزوجل و سید المرسلین صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم نے قرآن عظیم و حدیث صحیح میں فرمایا ہے. قال اللہ تعالیٰ

وما نقموا الا ان اغنٰهم اللہ	اور انھیں کیا برا لگا یہی نا کہ اللہ و رسول
ورسوله من فضله [؎]	نے انھیں دولت مند کر دیا اپنے فضل سے۔

صحیح بخاری و صحیح مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔

وما ینقم ابن جمیل الا انه کان	ابن جمیل کو کیا برا لگا آخر یہی کہ وہ محتاج
فقیراً فاغناه اللہ ورسولهٗ	تھا اللہ و رسول نے اسکو دولتمند کر دیا۔

مسلمان دیکھیں: کہ وہ بات جو اللہ جل وعلا نے فرمائی اللہ کے

[؎] سورہ توبہ رکوع ۱۰ آیت

رسول کریم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمائی۔ وہابیہ کا امام منہ بھر کر کہہ رہا ہے کہ "جو ایسا کہے مشرک ہے"

پھر بھلا جس مذہب میں اللہ و رسول تک معاذ اللہ مشرک ٹھہر
اس سے مسلمانوں کو کافر کہنے کی کیا شکایت ۔

ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم ۔ و
سیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون ۔ و
اللہ تعالیٰ اعلم ۔

مسئلہ

از اجین ریاست گوالیار مرسلہ جناب محمد یعقوب علی خاں صاحب

۱۷ر ربیع الآخر۔

کیا فرماتے ہیں علمائے حق الیقین اور مفتیان پابند شرع متین، اس مسئلہ میں کہ عبارت نظم "شام ازل" اور "صبح ابد" سے بیٹھ جانا، براق کا وقت سواری حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ثابت ہے۔

"مقولۂ جبریل علیہ السلام"

نظم

مسند نشین عرشِ معلیٰ یہی تو ہے — مفتاح قفل گنج فاوحیٰ یہی تو ہے
ہتاب منزلِ شب اسریٰ یہی تو ہے — خورشید مشرق فتدلّیٰ یہی تو ہے
ہمراز قرب ہمدم اوقات خاصہ ہے — مژدہ ہزار عالم رب کا خلاصہ ہے
سن کر یہ بات بیٹھ گیا وہ زمین پر — تھامی رکاب طائر سدرہ نے دوڑ کر
رونق فزائے دیں ہوئے سلطان بحر و بر — کی عرض پھر براق نے یا سید البشر
محشر کو جب قدم سے گل پوش کیجئے — اپنے غلام کو نہ فراموش کیجئے
خیر الوریٰ نے دی اسے تسکیں کہا کہ ہاں — خوش خوش وہ سمت مسجد اقصیٰ ہوا رواں

صاحب تحفۂ قادریہ لکھتے ہیں کہ وہ براق خوشی سے پھولا نہ سمایا۔ اور

اتنا بڑا اور اونچا ہو گیا کہ صاحب معراج کا ہاتھ زین تک اور پاؤں ، رکاب تک نہ پہنچا ۔ ارباب معرفت کے نزدیک اس معاملہ میں عمدہ تر حکمت یہ ہے کہ جس طرح آج کی رات محبوب اپنا دولت وصال سے فرخ فال[1] ہوتا ہے ۔ اسی طرح محبوب کا محبوب بھی نعمت قرب خاص ، اور دولت اختصاص اور ولایت مطلق اور غوثیت برحق اور قطبیت اور اصطفا اور محبوبیت مجد و علا سے آج مالا مال ہی کر دیا جائے ۔

چنانچہ صاحب منازل اثنا عشریہ "تحفۃ القادریہ" سے لکھتا ہے کہ اس وقت سیدی، مولائی، مرشدی وملجائی قطب الاکرم غوث الاعظم، غیاث الدارین وغوث الثقلین، قرۃ العین مصطفوی، نور دیدۂ مرتضوی حسنی الحسینی، سرو حدیقۂ مدنی، نور الحقیقت والیقین حضرت شیخ محی الدین عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالٰے عنہ کی روح پاک نے حاضر ہو کر گردن نیاز صاحب لولاک کے قدم سراپا اعجاز کے نیچے رکھدی اور اس طرح عرض کیا: **بیت**

برسر و دیدہ ام بنہ اے مہ نازنیں قدم
تا بود بسر نوشت من فیض قدم ازیں قدم[2]

خواجۂ عالم صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم گردن غوث اعظم پر قدم رکھ کر براق

---

[1] خوش نصیب ۱۲ [2] اے نازنین میرے سر اور آنکھوں پر قدم رکھئے تاکہ اس قدم کی برکت سے میری تقدیر پر فیضان قدم ہو ۔ ۱۲

پر سوار ہوئے اور اس روح پاک سے استفسار فرمایا کہ تو کون ہے؟ عرض کیا میں آپ کے فرزندان ذریات طیبات سے ہوں، اگر آج نعمت سے کچھ منزلت بخشے گا تو آپ کے دین کو زندہ کروں گا۔ فرمایا تو محی الدین ہے۔ اور جس طرح میرا قدم تیری گردن پر ہے کل تیرا قدم کل اولیاء کی گردن پر ہوگا۔ بیت قصیدۂ غوثیہ:-

وکل ولی له قدم وانی
علی قدم النبی بدر الکمال

پس ان دونوں عبارت کتب سے کون سی عبارت متحقق ہے کس پر عمل کیا جائے۔ یا دونوں از روئے تحقیق کے درست ہیں۔ رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔

الجواب

حضور پرنور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سواری کے وقت براق کا شوخی کرنا، جبرئیل امین علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اسے تنبیہ فرمانا کہ اے براق کیا محمد صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے ساتھ یہ برتاؤ؟ واللہ تجھ پر کوئی ایسا سوار نہ ہوا جو اللہ عزوجل کے حضور ان سے زیادہ رتبہ رکھتا ہو۔ اس پر براق کا شرمانا، پسینہ پسینہ ہو کر شوخی سے باز رہنا، پھر حضور پرنور صلوات اللہ وسلامہ علیہ کا سوار ہونا، یہ مضمون تو ابوداؤد، ترمذی، و نسائی وابن حبان وطبرانی وبیہقی وغیرہم اکابر محدثین کی متعدد احادیث

صحاح و حسان و صوالح سے ثابت۔ کما بسطہا کثیرًا۔ للمولی الجلال السیوطی قدس سرہٗ فی خصائص الکبری وغیرہ من العلماء الکرام فی تصانیفہم الحسنیٰ۔ اور اس کا حیلے سبب براہ تذلل و انقیاد پست ہو کر زمین سے لپٹ جانا بھی حدیث میں وارد۔

ففی روایۃ عند ابن اسحٰق رفعًا الی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال فارتعشت حتی لصقت بالارض فاستویت علیہا۔

یعنی حضور پرنور صلوات اللہ وسلامہ علیہ فرماتے ہیں۔ جب جبریل نے اس سے یہ کہا براق تھرا گیا اور کانپ کر زمین سے چسپاں ہو گیا۔ پس میں اس پر سوار ہو لیا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وصحبہ وبارک وسلم۔

اور یہ روایت کہ سوال میں تحفۂ قادریہ سے ماثور[لہ] اس کی اصل بھی حضرات مشائخ کرام قدست اسرارہم میں مذکور۔ شیخ عبد القادر قادری ابن شیخ محی الدین اربلی کتاب "تفریح الخاطر فی مناقب الشیخ عبد القادر" رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں لکھتے ہیں کہ جامع شریعت و حقیقت شیخ رشید بن محمد جنیدی رحمۃ اللہ تعالیٰ کتاب "حرز العاشقین" میں فرماتے ہیں:-

ان لیلۃ المعراج جاء جبریل

یعنی شب معراج جبریل امین علیہ الصلوٰۃ

[لہ] منقول ۱۲

علیه السلام ببراق الی رسول الله
صلی الله تعالی علیه وسلم اسرع
من البرق الخاطف الظاهر
ونعل رجله کالهلال الباهر
ومسمارہ کالانجم الظواهر
لم یاخذہ السکون والتمکین
لیرکب علیه النبی الامین صلی
الله تعالی علیه وسلم فقال له
النبی صلی الله تعالی علیه وسلم
لِمَ لم تسکن یا براق حتی ارکب
علی ظهرك فقال روحی فداءك
لتراب نعلك یا رسول الله،
اتمنی ان تعاهدنی ان لا ترکب
یوم القیمة علی غیری حین
دخولك الجنة فقال النبی صلی
الله تعالی علیه وسلم یکون لك
ما تمنیت فقال البراق التمس
ان تضرب یدك المبارکة عنقی

والسلام خدمت اقدس حضور پرنور
صلی اللہ تعالی علیہ وسلم میں براق حاضر
لائے کہ چمکتی، اچک لے جانے والی بجلی
سے زیادہ شتاب رو تھا۔ اور اس
کے پاؤں کا نعل آنکھوں میں چکاچوند
ڈالنے والا ہلال اور اس کی کیلیں جیسے
روشن تارے۔ حضور پر نور صلے اللہ
تعالی علیہ وسلم کی سواری کے لئے اسے
قرار و سکون نہ ہوا۔ سید عالم صلی اللہ
تعالے علیہ وسلم نے اس سے سبب پوچھا
بولا میری جان حضور کی خاک نعل پر
قربان۔ میری آرزو یہ ہے کہ حضور مجھ
سے وعدہ فرمالیں کہ روز قیامت مجھی
پر سوار ہو کر جنت میں تشریف لے جائیں اگے
حضور صلوات اللہ تعالے وسلامہ علیہ نے
فرمایا ایسا ہی ہوگا۔ براق نے عرض کی
میں چاہتا ہوں حضور میری گردن پر
دست مبارک لگا دیں کہ وہ روز قیامت

منجانب

ورقبتي ليكون علامة لي يوم القيمة
فضرب النبي صلى الله تعالى عليه و
سلم يده على رقبة البراق ۔
ففرح البراق فرحًا حتى لم يسع
جسده روحه ونمى اربعين ذراعًا
من فرحه وتوقف في ركوبه
لحكمة خفية ازلية فظهرت
روح الغوث الاعظم رضي
الله تعالى عنه وقال يا سيدي
ضع قدمك على رقبتي واركب
فوضع النبي صلى الله تعالى عليه
وسلم قدمه على رقبته وركب
فقال قدمي على رقبتك
وقدمك على رقبة
كل اولياء الله ۔

میرے لئے علامت ہو حضور اقدس صلی
اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قبول فرمایا۔ دست
اقدس لگتے ہی براق کو وہ فرحت شادی
ہوئی کہ روح اس کے جسم میں نہ سمائی اور
نہایت طرب سے پھول کر چالیس ہاتھ اونچا
ہوگیا۔ حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
کو ایک حکمت نہانی ازلی کے باعث
ایک لحظہ سواری میں توقف ہوا کہ حضور
سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روح
مطہر نے حاضر ہوکر عرض کی اے میرے آقا،
حضور اپنا قدم پاک میری گردن پر رکھ کر
سوار ہوں۔ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
حضور غوث اعظم کی گردن پر قدم رکھ کر
سوار ہوئے۔ اور ارشاد فرمایا "میرا قدم
تیری گردن پر اور تیرا قدم تمام اولیاء اللہ
کی گردن پر"

اس کے بعد فاضل عبد القادر اربلی فرماتے ہیں :۔

فایاک ایاک یا اخی ان تکون

یعنی اے برادر بچ اور ڈر اس سے کہ

من المنکرین المتعجبین من
حضور روحه لیلة المعراج
لانه وقع من غیره فی تلك
اللیلة کما هو ثابت بالاحادیث
الصحیحة کرؤیته صلی اللّٰه
تعالٰی علیه وسلم ارواح الانبیاء
فی السمٰوٰت وبلالاً فی الجنة و
اویسا القرنی فی مقعد الصدق
وامرأة ابی طلحة فی الجنة و
سماعه صلی اللّٰه تعالٰی علیه
وسلم خشخشة الغمیصاء بنت
ملحان فی الجنة کما ذکرنا قبل
هذا وذکر فی حرز العاشقین
وغیره من الکتب ان نبینا صلی
اللّٰه تعالٰی علیه وسلم لقی لیلة
المعراج سیدنا موسٰی علیه السلام
فقال موسٰی مرحبا بالنبی الصالح
والاخ الصالح انت قلت علماء امتی

کہیں تو انکار کر بیٹھے اور شب معراج
حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ
کی حاضری پر تعجب کرے کہ یہ امر تو صحیح
حدیثوں میں اوروں کے لئے وارد ہوا
مثلاً حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
نے آسمانوں میں ارواح انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام
کو ملاحظہ فرمایا۔ اور جنت میں بلال رضی
اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا اور مقعد صدق میں
اویس قرنی اور بہشت میں زوجۂ ابو
طلحہ اور جنت میں غمیصا بنت ملحان
کی پہچل سنی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین
اور حرز العاشقین وغیرہ کتابوں میں ہے
کہ حضرت سیدنا موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام
کی درخواست سے حضور پرنور صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم نے روح امام غزالی رحمۃ اللہ
علیہ کو حکم حاضری دیا۔ روح امام نے حاضر
ہو کر موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کلام کیا۔
اور عارف اجل شیخ محمد چشتی نے کتاب

کانبیاء بنی اسرائیل ارید ان یحضر احد من علماء امتک فیتکلم معی فما حضر النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم روح الغزالی رحمہ اللہ تعالٰی الی موسٰی علیہ السلام (و ساق القصۃ ثم قال) وفی کتاب رفیق الطلاب لاجل العارفین الشیخ محمد الچشتی نقلا عن شیخ الشیوخ قال، قال النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم انی رایت رجالاً من اُمتی فی لیلۃ المعراج ایدھم اللہ تعالٰی (الٰی ان قال) وقال الشیخ نظام الدین الکنجوی کان النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم راکبا علی البراق وغاشیتہ علی کتفی انتھی وقال عمدۃ المحدثین الامام نجم الدین الغیطی فی کتاب المعراج ثم رفع الی سدرۃ المنتہی

رفیق الطلاب میں حضرت شیخ الشیوخ قدست اسرارہم سے نقل کیا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا ہم نے شب معراج کچھ لوگ اپنی امت کے ملاحظہ فرمائے۔

اور شیخ نظام الدین گنجوی رحمہ اللہ تعالٰی فرماتے تھے جب حضور پرنور صلوات اللہ وسلامہ علیہ رونق افروز پشت براق تھے۔ غاشیہ برداری کی سعادت مجھے حاصل تھی۔ اور عمدۃ المحدثین امام نجم الدین غیطی کتاب المعراج میں فرماتے ہیں "جب حضور معلٰی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سدرۃ المنتہی تک تشریف لے گئے اس پر ایک ابر چھایا جس میں ہر قسم کا رنگ تھا جبریل امین علیہ الصلوٰۃ والسلام پیچھے رہ گئے۔ سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم مقام مستوی پر جلوہ فرما ہوئے۔ وہاں قلموں کے لکھنے کی آواز... گوش اقدس میں آئی

تغشیه سحابة فیها من كل لون فخر جبريل عليه السلام ثم عرج لمستوى سمع فيه صريف الاقلام ورأى رجلا مغيبا في نور العرش فقال من هذا. أملك. قيل لا. قال أنبي قيل لا هذا رجل كان في الدنيا لسانه رطب من ذكر الله تعالى وقلبه متعلق بالمساجد ولم يستسب لوالديه قط الخ ما في التفسير ملخصا۔

اور ایک شخص کو ملاحظہ فرمایا کہ نور عرش میں چھپا ہوا ہے حضور نے دریافت فرمایا کیا یہ فرشتہ ہے۔ جواب ہوا نہیں۔ پوچھا کیا نبی ہے۔ کہا نہیں بلکہ یہ ایک مرد ہے کہ دنیا میں اس کی زبان یاد خدا میں تر رہتی اور دل مسجدوں میں لگا رہتا۔ کبھی کسی کے ماں باپ کو برا کہہ کر اپنے والدین کو برا نہ کہلوایا۔ انتہی۔

یعنی جب معراج میں اتنے لوگوں کی ارواح کا حاضر ہونا احادیث و اقوال علماء و اولیاء سے ثابت تو اقدس حضور پر نور سید الاولیاء غوث اصفیاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حاضری معاذ اللہ کیا جائے تعجب و انکار ہے۔ بلکہ ایسی حالت میں نہ حاضر ہونا ہی محل استعجاب ہے۔ اک ذرا انصاف و اندازۂ قدر قادریت درکار ہے۔

اقول وباللہ التوفیق فقیر غفر لہ المولی القدیر نے اپنے رسالہ

---

[1] غنیمات [illegible] زوجہ [illegible] فاعلم ذالک [illegible] رضی اللہ عنہ، بلکہ تعجب [illegible]

ھدی الحیران فی نفی الفیٔ عن شمس الاکوان میں بعونہ تعال
ایک فائدۂ جلیلہ لکھا کہ مطالب چند قسم ہیں۔ ہر قسم کا مرتبہ جدا۔ او
مرتبہ کا پایۂ ثبوت علیحدہ۔ اس قسم مطالب کا احادیث میں موجود نہ
مضر نہیں۔ بلکہ کلمات علماء و مشائخ میں ان کا ذکر کافی۔

امام خاتم المحدثین جلال الملۃ والدین سیوطی قدس سرہ الشریف
"مناہل الصفا فی تخریج احادیث الشفاء" میں اس روایت کی نسبت
امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور پرنور صلوات
اللہ وسلامہ علیہ کے وصال اقدس کے بعد کلام طویل میں حضور کو ہر جملہ
بکلمۂ بابی انت وامی یا رسول اللہ ندا کر کے حضور کے فضائل جلیلہ و خصا
جمیلہ بیان کئے۔ تحریر فرمایا:۔

لم اجدہ فی شیٔ من کتب الاثر
لکن صاحب اقتباس الانوار و ابن
الحاج فی مدخلہ ذکراہ فی ضمن
حدیث طویل وکفیٰ
بذالک سندًا لمثلہ فانہ
لیس مما یتعلق بالاحکام۔

یعنی میں نے یہ روایت کسی کتاب
نہ پائی مگر صاحب اقتباس الانوار
امام ابن الحاج نے اپنی مدخل میں اسے
ایک حدیث طویل کے ضمن میں ذکر کیا
اور ایسی روایات کو اسی قدر سند
کفایت کرتی ہے کہ انھیں کچھ باب احکام
سے تعلق نہیں۔ انتہیٰ۔

⁂

علامہ شہاب الدین خفاجی مصری رحمہ اللہ تعالیٰ نے نسیم الریاض

شرح شفا قاضی عیاض سے نقل کیا اور مقرر رکھا۔

بالجملہ روح مقدس کا شب معراج حاضر ہونا اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا حضرت غوثیت کی گردن مبارک پہ قدم اکرم رکھ کر براق یا عرش پر جلوہ فرمانا، اور سرکار ابد قرار سے فرزند ارجمند کو اس خدمت کے صلہ میں یہ انعام عظیم عطا ہونا، ان میں کوئی امر نہ عقلاً نہ شرعاً محذور۔ اور کلمات مشائخ میں مسطور و ماثور۔ اور کتب حدیث میں ذکر معدوم، نہ کہ عدم مذکور۔ نہ روایات مشائخ اس طریقۂ سندی ظاہری میں محصور۔ اور قدرت قادر وسیع و موفور، اور قدر قادری کی بلندی مشہور۔ پھر رد و انکار کیا مقتضائے ادب و شعور۔

اب رہا یہ کہ اس حدیث میں کہ براق برق رفتار زمین سے لپٹ گیا اور اس روایت میں کہ حضور اقدس صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم گردن حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ پر قدم رکھ کر زیب پشت براق ہوئے بظاہر تنافی ہے۔

اقول اصلاً منافات نہیں۔ بلکہ جب خود اسی روایت میں مذکور[1] کہ براق فرط فرحت سے چالیس ہاتھ اونچا ہوگیا اور پر ظاہر کہ جو مرکب اس قدر بلند ہو وہ کیسا ہی زمین سے ملصق ہوجائے تاہم قامت انسان سے بہت بلند رہے گا۔ اور اس پر سواری کے

ـــه خوب ظاہر

لے سواری کھنچی نہ

لئے ضرور حاجت نردبان[1] ہوگی۔ اب ایک چھوٹے سے جانور فیل ہی کو دیکھئے کہ جب ذرا بلند بالا ہوتا ہے اسے بٹھا کر بھی بے زینہ سواری قد سے دقت رکھتی ہے تو اگر براق بوجہ حیا و تذلل حضور اقدس صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سواری کے لئے زمین سے لپٹ گیا ہو اور پھر بھی بوجہ طول ارتفاع محاجت زینہ ہو جس کے لئے روح سرکار غوثیت مدار رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے حاضر ہو کر اپنے مہربان باپ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زیر قدم اکرم اپنا شانۂ مبارک رکھا ہو کیا جائے استعجاب ہے۔ وصلی اللہ تعالیٰ علی الحبیب الاکرم وآلہ وصحبہ اہل الکرم وابنہ الکریم الغوث الاعظم۔ و علینا بجاھھم وبارک وسلم۔ واللہ سبحٰنہ تعالےٰ اعلم و علمہ جل مجدہ اتم و احکم۔

---

[1] سیڑھی [illegible]

مسئلہ دوم

از کٹھور ضلع سورت اسٹیشن سائن مسجد پب۔

مرسلہ مولوی عبدالحق صاحب۔ ۱۶ رمضان مبارک۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ان اقوال کے باب میں:-

اوّل:- ایک رسالہ میں لکھا ہے کہ شب معراج میں حضرت صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو حضرت پیران پیر رحمۃ اللہ علیہ نے عرش معلٰی پر اپنے اوپر سوار کرکے پہنچایا۔ یا کاندھا دے کر اوپر جانے کی معاونت کی یعنی یہ کام، اوپر جانے کا براق اور حضرت جبریل علیہ السلام اور رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم سے انجام کو نہ پہنچا، حضرت غوث الاعظم رحمۃ اللہ تعالٰی نے یہ مہم سرانجام کو پہنچائی۔

دوسرے: یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر میرے بعد نبی ہوتا تو پیران پیر ہوتے۔

تیسرے:- یہ کہ زنبیل ارواح کی عزرائیل علیہ السلام سے حضرت پیران پیر نے ناراض اور غصہ میں ہو کر چھین لی۔

چوتھے:- یہ کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالٰی عنہا نے حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کی روح کو دودھ پلایا۔

پانچویں:۔ اکثر عوام کے عقیدہ میں یہ بات بھی ہوئی ہے کہ حضرت غوث الاعظم رحمہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوبکر سے بھی زیادہ مرتبہ رکھتے ہیں۔

ان اقوال کا کیا حال ہے بمفصل بیان فرما کر اجر عظیم اور ثواب کریم پاویں ما در رفع نزاع بین الفریقین فرمائیں۔

المستفتی: عبد الحق عفی عنہ، کٹھور ضلع سورت (گجرات)

مورخہ ۱۶ر رمضان المبارک سنہ ۱۳۱۰ھ

الجواب

اللّٰھم لک الحمد

فقیر غفر اللہ تعالیٰ لہ کلمات چند مجمل و سودمند گزارش کرے کہ اگرچہ فریقین میں کسی کو پسند نہ آئیں مگر بعونہ تعالیٰ حق و انصاف ان سے متجاوز نہیں۔ والحق احق ان یتبع واللہ الہادی الی صراط مستقیم۔

خلاصہ جواب[2] تھانوی و دیوبند[1]

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف بلا دلیل شرعی کسی قول یا فعل کو منسوب کرنا بعض کے نزدیک حرام اور بعض کے نزدیک کفر ہے۔ پس روح مقدس حضرت

(بقیہ صفحہ [illegible])

---

[1] مفید۔ [2] سائل نے اپنے سوال کیا تھا اس جواب کا خلاصہ بھی لکھا جو مولوی اشرف علی تھانوی صاحب نے دیا تھا جس پر علماء دیوبند و رامپور کی تصدیقات تھیں بقدر قابلیت

جواب سوال ۲: یہ قول کہ اگر نبوت ختم نہ ہوتی تو حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی ہوتے۔ اگرچہ اپنے مفہوم شرطی پر صحیح و جائز الاطلاق ہے کہ بے شک مرتبہ علیہ رفیعہ حضور پرنور رضی اللہ تعالیٰ عنہ، [1] تلو مرتبۂ نبوت ہے۔ خود حضور معلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ:

"جو قدم میرے جد اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اٹھایا میں نے وہیں قدم رکھا۔ سوا اقدام نبوت کے کہ ان میں غیر نبی کا حصہ نہیں۔"؂

از نبی برداشتن گام از تو نہادن قدم
غیر اقدام النبوۃ سد مشاۃ الختام [2]

اور جواز اطلاق یوں کہ خود حدیث میں امیر المومنین عمر فاروق اعظم

(بقیہ ص۳۰ کا)

غوث اعظم پر آپ کا سوار ہو کر عرش پر پہنچنے کی نسبت فعل اور آپ کا فرمانا کہ میرے بعد نبی ہوتا تو پیران پیر ہوتے قول کی نسبت ہے بلا دلیل۔ پس سخت معصیت حرام ہے۔ اور چونکہ منقولین ان امور کے اصرار کرتے اور اس کو مستحسن سمجھتے ہیں پس اصرار علی المعصیۃ قریب کفر اور اس کا استحسان صریح کفر ہے۔ ایسے لوگوں کے ایمان میں کلام اور اشتباہ معلوم ہوتا ہے بلکہ در پردہ اس قصہ میں حضرت غوث اعظم

[1] یعنی مرتبۂ غوثیت مرتبۂ نبوت کے پیچھے اور اس سے نیچے ہے۔ [2] نبی کا کام قدم اٹھانا اور ولی کا کام قدم رکھنا ہے علاوہ اقدام نبوت کے کہ وہاں ختم نبوت نے راستہ بند کر دیا ہے۔

رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے وارد۔

لوکان بعدی نبی لکان عمر بن الخطاب۔ میرے بعد نبی ہوتا تو عمر ہوتا۔

....

رواہ احمد والترمذی والحاکم عن عقبۃ بن عامر والطبرانی فی الکبیر عن عصمۃ بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔

دوسری حدیث میں حضرت ابراہیم صاحبزادہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے وارد۔

لوعاش ابراہیم لکان صدیقاً نبیاً۔ اگر ابراہیم جیتے تو صدیق و پیغمبر ہوتے۔

رواہ ابن عساکر عن جابر بن عبداللہ وعن عبداللہ بن عباس

(بقیہ ص ۳۹ کا)

کو فضیلت دینا لازم آتا ہے حضرت سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر، کہ آپ تو وہاں نہ پہنچ سکے اور حضرت غوث صاحب پہنچ گئے۔ اور ان کے ذریعہ سے آپ کی رسائی ہوئی۔ نعوذ باللہ منہ۔ قطع نظر اس سے سدرۃ المنتہیٰ کو اسی لئے سدرۃ المنتہیٰ کہتے ہیں کہ وہ منتہیٰ عروج مخلوقات کا ہے۔ پس جس کا عروج اس سے اوپر ثابت بالدلیل ہو مستثنیٰ ہے دوسرے کے عروج کا دعویٰ "رجم بالغیب" جس کی مذمت قرآن مجید میں منصوص ہے۔ اسی طرح یہ اعتقاد کہ زنبیل چھین لی، مخالف نص قرآنی منجر الی الکفر ہے۔ ایسے ہی حضرت عائشہ کا دودھ پلانا اس کی بھی

وعن ابن ابی اوفیٰ والباوردی عن انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

علماء نے امام ابو محمد جوینی قدس سرہٗ کی نسبت کہا ہے کہ اگر اب کوئی نبی ہو سکتا تو وہ ہوتے۔ امام ابن حجر مکی اپنے فتاویٰ حدیثیہ میں فرماتے ہیں:-

قال فی شرح المہذب نقلاً شرح مہذب میں امام ابو محمد جوینی

کچھ اصل نہیں۔ اول تو حضرت عائشہ کے دودھ ہی نہ تھا۔ دوسرے دودھ، مونھ اور لب اور پیٹ سے پاک ہے۔ یہ چیزیں تو اخص اجسام سے ہیں۔ پھر دودھ پینے کے کیا معنیٰ۔ اور حضرت ابوبکر سے کسی بھی صحابی کو افضل سمجھنا، خلاف اجماع امت ہے۔ نہ کہ ایک ولی کو کہ سمت معصیت و بدعت و، مخالف سنن مشہورہ کے ہے۔ اور یہ قول کہ قدمی علی رقاب اولیاء اللہ خود حضرت غوث صاحب سے ثقات نے نقل فرمایا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف نسبت دروغ ہے۔

کتبہ محمد اشرف علی

(۲) فی الواقع یہ اوہام خیالات باطلہ اور جہالات فاسدہ ہیں جو جہال معتقدین اپنے معتقد علیہ کی نسبت شائع کیا کرتے ہیں نعوذ باللہ من تلک الکفریات و الہفوات۔ حررہ خلیل احمد (انبیٹھی) مدرس مدرسہ دیوبند۔

(بقیہ ص ۳۲ پر)

منجانب

عن الشیخ الامام المجمع علی جلالتہ وصلاحہ وامامتہ ابی محمد الجوینی الذی قیل فی ترجمتہ لوجاز ان یبعث اللہ فی ھذہ الامۃ نبیا لکان ابا محمد الجوینی۔

سے نقل کرتے ہوئے کہا جن کی جلالت شان، تقویٰ اور سرداری پر اجماع ہو چکا ہے اور جن کے احوال کے بیان میں کہا گیا ہے کہ اگر جائز ہوتا کہ اللہ تعالیٰ اس امت میں نبی بھیجے تو ابو محمد جوینی نبی ہوتے۔

(مترجم)

مگر ہر حدیث حق ہے ہر حق حدیث نہیں۔ حدیث ماننے، اور حضور اکرم سید عالم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی طرف نسبت، کرنے کے لئے ثبوت چاہئے۔ بے ثبوت نسبت جائز نہیں۔ اور قول مذکور ثابت نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

سوال ۱۸:- حضرت ام المومنین، محبوبۂ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا روح اقدس سیدنا الغوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دودھ پلانا بعض مداحین حضور راسے واقعہ خواب

جواب

---

(۳) جواب صحیح ہے۔ [illegible] (رشید احمد گنگوہی)

(۴) اصاب من اجاب۔ بندہ عزیز الرحمٰن دیوبندی۔

(۵) اس قسم کے عقائد سراسر مخالف شریعت اور مخرب دین ہیں۔ دین کے مضر ایمان کے مخالف العبد محمود دیوبندی۔

بیان کرتے ہیں۔ کما رایت فی بعض کتبہم التصریح بذالک۔

اس تقدیر پر تو اصلاً وجہ استبعاد[1] نہیں۔ اور اب اس پر جو کچھ ایراد کیا گیا سب بے جا و بے محل ہے۔ اور اگر بیداری ہی میں مانا جاتا ہو تاہم بلاشبہ عقلاً اور شرعاً جائز اور اس میں درایۃً کوئی استحالہ[2] در کنار استبعاد بھی نہیں۔ ان اللہ علیٰ کل شیٔ قدیر[3]

ظاہر میں ام المومنین کے پاس شیر ہونا کچھ اس کے منافی کہ امور خارقۃ للعادۃ[4] اسباب ظاہرہ پر موقوف نہیں۔ نہ روح عام متکلمین کے[6] نزدیک مجردات سے ہے۔ اور فی نفسہا مادیہ نہ سہی تاہم مادہ سے اس کا تعلق بدیہی، نہ جسم جسم شہادت میں منحصر، جسم مثالی بھی کوئی چیز ہے کہ ہزاروں احادیث برزخیہ وغیرہ اس پر گواہ[5]۔ کیف ما کان۔ شک نہیں کہ روح مفارق کی طرف نصوص متواترہ میں نزول و صعود و وضع و تمکن وغیرہ اعراض جسم و

رامپور (۱) بلاشبہ ان امور کا ثبوت کسی دلیل معقول سے نہیں ہے پس ناعت افتراء کے سوا بہت قباحتیں اس پر لازم آتی ہیں۔ لہٰذا احتراز ایسے خیالات سے ضرور ہے۔ واللہ سبحانہ موفق۔

ارشاد حسین احمدی

ہذا ہو الحق ریاست علی خان۔

والک کذالک حامد حسین

محمد عنایت اللہ

گوہر علی۔

---

[1] دور از قیاس [2] محال ہونا [3] بیشک اللہ ہر شے پر قادر ہے [4] عادت کے خلاف (کرامت) [5] وہ احادیث جو احوال برزخ پر مشتمل ہیں ان میں جسم مثالی کا بکثرت ذکر آیا ہے۔ لہٰذا وہ احادیث جسم مثالی کے وجود پر گواہ ہیں۔ [6] یعنی اہلسنت کے

(بقیہ صفحہ ۴۳ پر)

جسمانیات قطعاً منسوب اور وہ نسبتیں اہل حق کے نزدیک ظاہر پر محمول۔ یالیت شعری جب ارواح شہدا کا میوہ ہائے جنت کھانا ثابت۔

الترمذی عن کعب بن مالک۔ قال، قال رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم ان ارواح الشہداء فی طیر خضر تعلق من ثمر الجنۃ

ترمذی نے کعب بن مالک سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلے اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیشک شہدا کی روحیں سبز پرندوں میں ہیں جو جنت کے پھلوں سے متعلق ہیں۔ (مترجم)

بلکہ دوسری روایت میں ارواح عام مومنین کے لئے یہی ارشاد۔

الامام احمد عن الامام الشافعی عن الامام مالک عن الزہری عن عبد الرحمن بن کعب بن مالک عن ابیہ رضی اللہ تعالی عنہ عن النبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نسمۃ المؤمن طائر یعلق فی شجر الجنۃ حتی یرجعہ اللہ

امام احمد نے امام شافعی سے انھوں نے امام مالک سے انھوں نے امام زہری سے انھوں نے عبد الرحمن بن کعب بن مالک سے انھوں نے اپنے باپ رضی اللہ تعالے عنہ سے روایت کیا مومن کی روح بشکل پرند جنت کے درخت میں لٹکی ہوئی ہے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالے اسے

(بقیہ ف۲۳ کا) نزدیک اپنے ظاہری معنی پر ہیں کوئی تاویل نہیں کی گئی ہے متکلمین علماء کا وہ گروہ جو اسلامی عقائد کو عقلی دلائل سے ثابت کرتا ہے ۱۲۔

تعالیٰ فی جسدہ یوم یبعثہ ۔	قیامت کے دن جسم کی طرف لوٹائے (مترجم)

تو دودھ پلانے میں کیا استحالہ ہے۔ حال روح بعد فراق و پیش از تعلق میں فارق کیا ہے[1]۔ آخر حضرت ابراہیم علی ابیہ الکریم وعلیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے لئے صحیح حدیث ہے کہ:

"جنت میں دو دایہ ان کی مدت رضاعت پوری کرتی ہیں۔"

رواہ احمد ومسلم عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

ان ابراھیم ابنی وانہ مات	بیشک ابراہیم میرا بیٹا ہے اور شیر خوارگی
فی الثدی وان لہ ظئرین یکملان	کے زمانے میں اس کا انتقال ہوا جنت
رضاعہ فی الجنۃ ۔	میں اس کے لئے دودھ پلانے والیاں

ہیں۔ جو اس کی مدت رضاعت کو پورا کریں گی۔ (مترجم)

بایں ہمہ یہ باتیں نافیٔ استحالہ ہیں نہ مثبت وقوع[2]۔ قول بالوقوع تا وقتیکہ نقل ثابت نہ ہو جزاف و بے اصل ہے[3] واللہ تعالیٰ اعلم۔

جواب سوال ۴) زنبیل[4] ارواح چھین لینا خرافات مخترعہ جہال سے ہے۔

---

[1] روح کے جسم سے جدا ہونے کے بعد کی حالت اور جسم سے متعلق ہونے سے پہلے کی حالت میں کوئی فرق نہیں۔ [2] یعنی ان دلائل سے استحالہ کی نفی ہوتی ہے لیکن اس کا واقع ہونا ثابت نہیں ہوتا۔ [3] من گھڑت جھوٹ، فریب، بیہودہ۔

[4] روحوں کا تھیلا۔ تنبیہ جناب کے انکار یہ طرز ادا ہے۔ ورنہ ممکن کہ سیدنا عزرائیل علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کچھ روحیں بامر الٰہی قبض فرمائی ہوں۔ اور حضور غوث اعظم (بقیہ ص ۳۶ پر)

مثلاً:

سیدنا عزرائیل علیہ السلام رسل ملائکہ سے ہیں اور رسل ملائکہ اولیائے بشر سے بالاجماع افضل مسلمان کو ایسے اباطیل واہیہ سے احتراز لازم۔ واللہ الہادی

(بقیہ ص ۳۵) رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دعا سے باذنِ الٰہی پھر اپنے اجسام کی طرف پلٹ آئی ہوں۔ کہ احیاءِ مردہ حضور پرنور و دیگر محبوبانِ خدا سے ایسا ثابت ہے جس کے انکار کی گنجائش نہیں یوں ہی ممکن کہ حضرت ملک الموت نے بنظرِ صحائفِ محو و اثبات قبض بعض ارواح شروع کیا اور علمِ الٰہی میں قبض کا ابرام نہ پایا تھا بہ برکت دعائے محبوب قبض سے باز رکھے گئے ہوں۔

امام عارف باللہ سیدی عبدالوہاب شعرانی قدس سرہ الربانی کتاب "لواقح الانوار" میں حالات حضرت سیدی شیخ محمد شربینی قدس سرہما لکھتے ہیں:-

لما ضعف ولدہ احمد واشرف علی الموت وحضر عزرائیل لقبض روحه قال له الشیخ ارجع الی ربك فراجعه فان الامر نسخ فرجع عزرائیل وشفی احمد من تلك الضعفة وعاش بعدها ثلثین عامًا۔

یعنی ان کے صاحبزادے احمد ناتواں ہو کر قریبِ مرگ ہوئے اور حضرت عزرائیل علیہ الصلوٰۃ والسلام ان کی روح قبض کرنے آئے حضرت شیخ نے ان سے گزارش کی کہ اپنے رب کی طرف واپس جائیے اس سے پوچھ لیجئے کہ حکم موت منسوخ ہو چکا ہے عزرائیل علیہ الصلوٰۃ والسلام پلٹ گئے۔ صاحبزادے نے شفا پائی اور اس کے بعد تیس برس زندہ رہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم ۱۲ منہ۔

* * *

جوابِ سوال ۵:۔ یوں ہی جس کا عقیدہ ہو کہ حضور پر نور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت جناب افضل الاولیاء المحمدیین، سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے افضل یا ان کے ہمسر ہیں گمراہ بد مذہب ہے۔ سبحٰن اللہ اہل سنت کا اجماع ہے کہ حضور صدیق اکبر رضی اللہ تعالےٰ عنہ حضرت امام الاولیاء، مرجع العرفاء، امیر المومنین، مولی المسلمین سیدنا مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے بھی اکرم و افضل، واتم و اکمل ہیں۔ جو اس کا خلاف کرے اسے بدعتی، شیعی، رافضی مانتے ہیں۔ نہ کہ حضور غوثیت مآب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تفضیل دینی۔ کہ معاذ اللہ انکار آیات قرآنیہ و احادیث صحیحہ و خرق اجماع امت مرحومہ ہے۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

یہ مسکین اپنے زعم میں سمجھا کہ میں نے حق محبت حضور پر نور سلطان غوثیت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ادا کیا کہ حضور کو ملک مقرب پر غالب یا افضل الصحابہ سے افضل بتایا۔ حالانکہ ان بیہودہ کلمات سے پہلے بیزار ہونے والے حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ وباللہ التوفیق۔

جوابِ سوال ۶:۔ رہا شب معراج میں روح پر فتوح حضور غوث الثقلین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حاضر ہو کر پائے اقدس حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نیچے گردن رکھنا اور وقتِ رکوب براق یا صعود عرش۔ زینہ بننا شرعاً و عقلاً اس میں بھی کوئی استحالہ نہیں۔

سدرۃ المنتہیٰ اگر منتہائے عروج ہے تو باعتبار (جسم) نہ کہ بنظر ارواح عروج روحانی ہزاروں اکابر اولیاء کو عرش بلکہ مافوق العرش تک ثابت واقع جس کا انکار نہ کرے گا مگر علوم اولیاء کا منکر۔ بلکہ باوضو سونے وا کے لئے حدیث میں وارد کہ اس کی روح عرش تک بلند کی جاتی ہے۔ ایسا ہی سجدہ میں سو جانے والے کے حق میں آیا۔ نہ اس قصہ میں معاذ اللہ بوئے تفضیل یا ہمسری حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے لئے نکلتی ہے نہ اس کی عبارت یا اشارت سے کوئی ذہن سلیم اس طرف جا سکتا ہے۔

کیا عجب سواری براق سے بھی یہی معنیٰ تراشے جائیں کہ یہ اوپر جانے کا کام حضرت جبریل علیہ السلام اور رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم سے انجام کو نہ پہنچا۔ براق نے یہ مہم سرانجام کو پہنچائی تو درپردہ اسمیں براق کو فضیلت دینا لازم آتا ہے۔ کہ حضور اقدس صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بنفس نفیس تو نہ پہنچ سکے اور براق پہنچ گیا اس کے ذریعہ سے حضور کی رسائی ہوئی۔

یا ھٰذا خدمت کے افعال جو بنظر تعظیم و اجلال سلاطین بجا لائے جاتے ہیں کیا ان کے یہ معنیٰ ہوتے ہیں کہ بادشاہ ان امور میں عاجز اور ہمارا محتاج ہے۔ علاوہ بریں کسی بلندی پر جانے کے لئے زینہ بننے سے

لہ سوار ہونا   ٹہ چڑھنا۔

یکھیں کہ مفہوم کہ زینہ بننے والا خود بے زینہ وصول پر قادر۔ نردبان ہی
صعود پر قادر نہیں
و دیکھیں کہ زینہ صعود سے اور خود اصلاً صعود پر قادر نہیں۔

رض کیجیے کہ اگر ہنگام بت شکنی حضرت امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ کی عرض قبول فرمائی جاتی۔ اور حضور پرنور افضل صلوات اللہ واکمل تسلیماتہ علیہ وعلیٰ آلہ، ان کے دوشِ مبارک پر قدم اکرم رکھ کر بت گراتے تو کیا اس کا یہ مفاد ہوتا کہ حضور اقدس صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تو معاذ اللہ اس کام میں عاجز اور حضرت مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ قادر تھے۔

غرض ایسے معنی محال نہ ہرگز عبارت قصہ سے مستفاد نہ اس کے قائلین بیچاروں کی مراد۔ واللہ الہادی الی سبیل الرشاد۔

یہ بیان ابطال، استحالہ و اثبات صحت[1] بمعنی امکان کے متعلق تھا۔ رہا اس روایت کے متعلق بقیہ کلام وہ فقیر غفر اللہ تعالیٰ لہ کے مجلد دوم "العطایا النبویہ فی الفتاوی الرضویہ" کتاب مسائل شتے میں مذکور کہ یہ سوال پہلے بھی اجین سے آیا۔ اور اس کا جواب قدرے مفصل دیا گیا تھا۔

خلاصۂ مقصد

اس کا مع بعض زیادات جدیدہ یہ کہ اس کی اصل کلمات بعض

---

[1] یعنی مذکورہ بالا بحث سے ثابت ہوا کہ امور مذکورہ فی السوال محال نہیں ہیں بلکہ ممکن ہیں ۱۲

مشائخ میں مسطور اور اس میں عقلی و شرعی کوئی استحالہ نہیں۔ بلکہ احادیث و اقوال اولیاء و علماء میں متعدد بندگان خدا کے لئے ایسا حضور روحانی وارد۔

۱-۲ مسلم اپنی صحیح اور ابو داؤد طیالسی مسند میں جابر بن عبد اللہ انصاری اور عبد بن حمید بسند حسن، انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے راوی حضور سید عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

دخلت الجنّة فسمعت خشفة فقلت ما ھذہ قالوا ھذا بلالٌ ثمّ دخلت الجنة فسمعت خشفة فقلت ما ھذہ قالوا ھذہ الغمیصاءُ بنت ملحان۔

میں جب جنت میں داخل ہوا تو ایک پہچل سنی۔ میں نے پوچھا یہ کیا ہے ملائکہ نے عرض کی یہ بلال ہیں پھر تشریف لے گیا پہچل سنی۔ پوچھا کہا غمیصا بنت ملحان،

یعنی ام سلیم مادر انس رضی اللہ تعالےٰ عنہما۔ ان کا انتقال خلافت امیر المومنین عثمٰن رضی اللہ تعالےٰ عنہ میں ہوا۔ کما ذکرہ الحافظ فی التقریب۔

۳- امام احمد ابو یعلیٰ بسند صحیح حضرت عبد اللہ بن عباس اور

۴- طبرانی کبیر اور ابن عدی کامل میں بسند حسن ابو امامہ باہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور اقدس صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

دخلت الجنة فسمعت فی جانبها وجسا فقلت یا جبریل ماھذا؟ قال ھذا بلال المؤذن۔

میں شب معراج جنت میں تشریف لے گیا اس کے گوشہ میں ایک آواز (؟) سنی۔ پوچھا اے جبریل یہ کیا ہے عرض کی یہ بلال مؤذن ہیں۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۵۔ امام احمد و مسلم و نسائی۔ انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہ فرماتے ہیں۔ فرماتے ہیں:۔

دخلت الجنة فسمعت خشفة بین یدی فقلت ماھذہ الخشفة فقیل الغمیصاء بنت ملحان "

میں بہشت میں رونق افروز ہوا۔ اپنے آگے ایک کھٹکا سنا پوچھا یہ کیا ہے عرض کی گئی غمیصاء بنت ملحان "

۶۔ امام احمد و نسائی و حاکم باسانید صحیحہ ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی۔ حضور سید المرسلین صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

دخلت الجنة فسمعت فیھا قراءۃ فقلت من ھذا قالوا حارثة بن نعمان کذٰلکم البر کذٰلکم البر

میں بہشت میں جلوہ فرما ہوا۔ وہاں قرآن پڑھنے کی آواز آئی۔ پوچھا یہ کون ہے؟ عرض کی حارثہ بن نعمان نیکی ایسی ہی ہوتی ہے نیکی ایسی ہی ہوتی ہے

یہ حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلافت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

میں راہی جناں ہوئے۔ قالہ ابن سعد فی الطبقات ذکر الحافظ فی الاصابۃ۔

۷۔ ابن سعد طبقات میں ابوبکر عدوی سے مرسلاً راوی حضور العلمین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

دخلت الجنۃ فسمعت نحمۃ من نعیم۔	میں جنت میں تشریف فرما ہوا نعیم کی کھکار سنی۔

یہ نعیم بن عبد اللہ عدوی معروف بہ نحام (کہ اسی حدیث کی وجہ سے ان کا یہ عرف قرار پایا) خلافت امیر المومنین فاروق اعظم اللہ تعالٰی عنہ میں جنگ اجنادین میں شہید ہوئے۔ کما ذکرہ موسٰی بن عقبہ فی المغازی عن الزہری وکذا قالہ ابن اسحٰق ومصعب الزبیری وآخرون کما فی الاصابۃ۔

سبحٰن اللہ جب احادیث صحیحہ سے احیائے عالم شہادت کا حضور ثابت تو عالم ارواح سے بعض ارواح قدسیہ کا حضور کیا دور۔

امام ابوبکر ابن ابی الدنیا ابو المخارق سے مرسلاً راوی حضور پرنور صلوات اللہ وسلامہ علیہ فرماتے ہیں:۔

مررت لیلۃ اسری بی رجل مغیب فی نور العرش	یعنی شب اسرٰی میرا گزر ایک مر پر ہوا کہ عرش کے نور میں غائب

لت من هٰذا؟ املك. قيل لا. قلت نبي؟ قيل لا. قلت ن هو. قال هٰذا رجلٌ كان في الدنيا لسانه رطب ن ذكر الله تعالٰى. وقلبه معلق بالمساجد ولم يستبّ لوالديه قط

میں نے فرمایا یہ کون ہے؟ کوئی فرشتہ ہے۔ عرض کی گئی نہ۔ میں نے فرمایا۔ نبی ہے۔ عرض کی گئی نہ۔ میں نے فرمایا کون ہے۔ عرض کرنے والے نے جواب دیا۔ یہ ایک مرد ہے کہ دنیا میں اس کی زبان یاد الٰہی سے تر تھی۔ اور دل مسجدوں سے لگا ہوا۔ (اور اس نے کسی کے ماں باپ کو برا کہہ کر) کبھی اپنے ماں باپ کو برا نہ کہلوایا۔

ثم اقول وباللہ التوفیق۔ کیوں راہ دور سے مقصد قرب نشاں دیجئے۔ فیض قادریت جوش پر ہے۔ بحر حدیث سے خاص گوہر مراد حاصل کیجئے۔

حدیث مرفوع مروی کتب مشہورہ ائمہ محدثین سے ثابت کہ حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ مع اپنے تمام مریدین و اصحاب وغلامان بارگاہ آسمان قباب کے شب اسری اپنے مہربان باپ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضور اقدس کے ہمراہ بیت المعمور میں گئے۔ وہاں حضور پر نور کے پیچھے نماز پڑھی حضور کے ساتھ باہر تشریف لائے۔ والحمد للہ رب العٰلمین۔

اب ناظر غیر وسیع النظر متعجبانہ پوچھے گا کہ یہ کیوں کر۔ ہم سے سنئے :۔ واللہ الموفق ۔

ابن جریر و ابن ابی حاتم و بزار و ابو یعلے و ابن مردویہ و بیہقی و ابن عساکر حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالی عنہ حدیث طویل معراج میں راوی حضور اقدس، سرور عالم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔

ثم صعدت الى السماء السابعة فاذا انا بابراهيم الخليل مسند ظهره الى البيت المعمور (فذكر الحديث الى ان قال) واذا بامتى شطرين. شطر عليهم ثياب بيض كانها القراطيس وشطر عليهم ثياب رمد فدخلت البيت المعمور ودخل معى الذين عليهم الثياب البيض وحجب الاخرون الذين عليهم

پھر میں ساتویں آسمان پر تشریف
گیا۔ ناگاہ وہاں ابراہیم خلیل
کو بیت المعمور سے پیٹھ لگا
تشریف فرما ہیں۔ اور ناگاہ اپنی ا
دو قسم پائی۔ ایک قسم کے سپید کپڑے
ہیں کاغذ کی طرح۔ اور دوسری
کا خاکستری لباس میں بیت المعمو
کے اندر تشریف لے گیا۔ اور میر
ساتھ سپید پوش بھی گئے۔ میلے کپڑے
والے روکے گئے مگر ہیں وہ بھی
خیر و خوبی پر۔ پھر میں نے اور میر
ساتھ کے مسلمانوں نے بیت المع

ثیاب رمد وهم معی
حتی فصلیت انا ومن معی
من المومنین فی البیت المعمور
ثم خرجت انا ومن معی الحدیث

میں نماز پڑھی۔ پھر میں اور میرے
ساتھ والے باہر آگئے۔

. . . .

ظاہر ہے کہ جب ساری امت مرحومہ بفضلہ عزوجل شرف باریاب سے مشرف ہوئی۔ یہاں تک کہ میلے لباس والے بھی۔ تو حضور غوث الوریٰ اور حضور کے منتسبان باصفا تو بلاشبہ ان اجلی پوشاک والوں میں ہیں جنھوں نے حضور رحمت عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ بیت المعمور میں جاکر نماز پڑھی۔ فالحمد للہ رب العٰلمین۔

اب کہاں گئے وہ جاہلانہ استبعاد، کہ آجکل کے کم علم مفتیوں کے سدّ راہ ہوئے۔ اور جب یہاں تک بحمد اللہ ثابت تو معاملہ قدم میں کیا وجہ انکار ہے۔ کہ قول مشائخ کو خواہی نخواہی رد کیا جائے۔ ہاں سند محدثانہ نہیں پھر نہ ہو ایسی جگہ اسی قدر بس ہے۔ بسند معنعن کی حاجت نہیں۔ کما بیناہ فی رسالتنا۔

"ھدی الحیران فی نفی الفیٔ عن شمس الاکوان"

(مصنف ۱۲۹۹)

امام جلال الدین سیوطی مناھل الصفا فی تخریج احادیث الشفا میں مرثیہ امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ۔

بابی انت وامی یارسول اللہ کی نسبت فرماتے ہیں لم اجدہ
شیٔ من کتب الاثر (الی قولہ) بالاحکام۔ اور یہ تو ک
سے کہا جائے کہ حضرات مشائخ کرام قدست اسرارہم کے علوم اسی
طریقہ سند ظاہری حدثنا فلان عن فلان میں منحصر نہیں وہاں
ہزارہا ابواب وسیعہ واسباب رفیعہ ہیں کہ اس طریقہ ظاہرہ کی وسعت
ان میں کسی کے ہزارویں حصہ تک نہیں۔ تو صرف اپنے طریقہ سے نہ پا
کر ان کی تکذیب کی حجت جاننا کیسی ناانصافی ہے۔

انسان کی سعادت کبریٰ ان مدارج عالیہ ومعارک غالیہ تک
وصول ہے۔ ورنہ تصدیق اور اس کی بھی توفیق نہ ملے تو کیا درجہ تسلیم
نہ کہ معاذ اللہ انکار وتکذیب کہ سخت مہلکہ اُلٹا ہے۔ والعیاذ باللہ
رب العلمین۔

جیسے آجکل ایک بجرنی بے بہرہ نے رسالہ لباب المعانی سیاہ
کر کے مصر میں چھپوایا اور صرف اس پر کہ حضرت امام عارف باللہ، ثقہ
حجت، فقیہ، محدث، امام القرا سیدی ابوالحسن علی نورالملۃ والدین
شطنوفی قدس سرہ الصافی نے کتاب بہجۃ الاسرار شریف
میں باسانید صحیحہ حضرت امام اجل سیدی احمد رفاعی قدس سرہ الرفیع
پر حضور پرنور سیدالاولیا حضرت غوث الوریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
کی تفضیل روایت فرمائی۔ نہ صرف اس امام جلیل وکتاب جلیل بلکہ ،،

ھاک بدین گستاخ جناب اقدس میں کوئی دقیقہ بے ادبی اٹھا نہ رکھا نعوذ باللہ من الخذلان۔ ولاحول ولاقوۃ الا باللہ القادر المستعان۔

یہ لباب عجاب اول تا آخر جہالات فاضحہ وخرافات واضحہ کا لب لباب ہے۔ کثرت مسائل سے نام فرصت عنقا نہ ہوتا تو فقیر اس کا رد لکھ دیتا۔ مگر الحمد للہ نار باطل خود منطفی ہے۔ اور ہمارے بلاد میں اس کا شریک منتفی۔ فلاحاجۃ الی اشاعۃ خرافاتہ وتجلی وجہ الرد۔

بالجملہ روایت نہ عقلاً دور نہ شرعاً مہجور۔ اور کلمات مشائخ میں مسطور وماثور۔ اور کتب احادیث میں ذکر معدوم نہ کہ عدم مذکور۔ نہ روایت مشائخ اس طریقہ سند ظاہری میں محصور۔ اور قدرت وسیع وموفور اور قدر قادری کی بلندی مشہور پھر رد وانکار کیا مقتضائے ادب وشعور۔ والحمد للہ العزیز الغفور واللہ سبحٰنہ تعالٰی اعلم وعلمہ اتم واحکم۔

مسئلہ ثالثہ

مسئولہ مولوی نور محمد صاحب کانپوری۔ ملازم کارخانہ میل کاٹ واقع ریوان۔ ۹ محرم الحرام ۱۳۳۸ھ

ماقولکم یا علماء الملۃ۔ السمحۃ البیضاء ومغلق الشریعۃ الغراء فی ھذہ۔

مولود غلام امام شہید صفحہ ۵۹ سطر ۱۱ میں لکھا ہے کہ:۔

شب معراج میں حضرت غوث الاعظم شیخ محی الدین رحمۃ اللہ علیہ کی روح پاک نے حاضر ہو کر گردن نیاز، صاحب لولاک کے قدم سراپا اعجاز کے نیچے رکھدی۔ اور خواجۂ عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، گردن غوث اعظم پر قدم مبارک رکھ کر براق پر سوار ہوئے۔ اور اس روح پاک سے استفسار فرمایا کہ تو کون ہے۔ عرض کیا میں آپ کے فرزندوں اور ذریات طیبات سے ہوں۔ اگر آج اس نعمت سے کچھ منزلت بخشئے گا تو آپ کے دین کو زندہ کروں گا۔

فرمایا کہ "تو محی الدین ہے اور جس طرح میرا قدم تیری گردن پر ہے،

اسی طرح کل تیرا قدم تمام اولیاء اللہ کی گردن پر ہوگا۔ اور اس روایت کی دلیل یہ لکھی ہے کہ صاحب منازل اثنا عشریہ بھی تحفۃ القادریہ سے لکھتے ہیں:-

اسی کتاب کے صفحہ ۵۰ سطر ۵ میں مرقوم ہے کہ خواجۂ عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خوش ہو کر سوار ہونے بیٹھنے لگے۔ براق شوخی شروع کی۔ جبریل علیہ السلام نے کہا یہ کیا بے حرمتی ہے۔ تو نہیں جانتا کہ تیرا راکب کون ہے؟ خلاصہ ہیجدہ ہزار عالم محمد رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ براق نے کہا۔ اے امین وحی الٰہی تم اس وقت خفگی مت کرو۔ مجھے رسول مقبول صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جناب میں ایک التماس ہے۔ فرمایا بیان کرو۔ عرض کیا آج میں دولت زیارت سے مشرف ہوں۔ کل قیامت کے دن مجھ سے بہتر براق آپ کی سواری کے واسطے آئیں گے۔ امیدوار ہوں کہ حضور سوائے میرے اور کسی براق کو پسند نہ فرمائیں۔ حضور اقدس صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے التجا اس کی قبول فرمائی۔

صاحب تحفۃ القادریہ لکھتے ہیں کہ وہ براق خوشی سے پھولا نہ سمایا اور اتنا بڑھا اور اونچا ہوا کہ صاحب معراج کا ہاتھ زین تک اور پاؤں رکاب تک نہ پہونچا۔

پس استفسار اس امر کا ہے کہ آیا یہ روایت صحاح ستہ وغیرہ

احادیث وشفائے قاضی عیاض وغیرہ کتب معتبرہ فن سیر میں مروی ہے یا نہ۔ بیان کاف وشاف بالاسانید من المعتبرات المعتمدات بالبسط والتفصیل۔ جزاکم اللہ خیرا۔ بینوا توجروا۔

الجواب

کتب احادیث وسیر میں اس روایت کا نشان نہیں۔ رو غلام امام شہید محض نامعتبر بلکہ صریح اباطیل وموضوعات پر مشتمل ہے منازل اثنا عشریہ کوئی کتاب فقیر کی نظر سے نہ گزری۔ نہ کہیں اس کا تذکرہ دیکھا۔

"تحفۂ قادریہ شریف" اعلیٰ درجہ کی مستند کتاب ہے۔ میں اس کے مطالعۂ بالاستیعاب سے بارہا مشرف ہوا۔ جو نسخہ میرے پاس ہ یا اور جو میری نظر سے گزرا ان میں یہ روایت اصلاً نہیں۔ بایں ہمہ اس زمانہ کے مفتیان جہول، مخطیان عنفول نے جو اس کا بطلان یوں ثابت کرنا چاہا کہ سدرۃ المنتہیٰ سے بالا عروج کیسا؟ اور اس میں معاذ اللہ حضور اقدس و انور صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر حضور پرنور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تفضیل نکلتی ہے۔ یہ محض تعصب وجہالت ہے جس کا رد فقیر نے ایک مفصل فتویٰ میں سترہ سال ہوئے کیا۔ جب ک ۱۶ر رمضان المبارک ۱۳۱۰ھ کٹھور ضلع سورت سے ایک سوال آیا تھا۔

صہ

فاضل عبد القادر قادری ابن شیخ محی الدین اربلی نے کتاب
فریح الخاطر فی مناقب الشیخ عبد القادر" رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں، یہ
روایت لکھی ہے اور اسے جامع شریعت وحقیقت شیخ رشید بن محمد
جنیدی رحمہ اللہ کی کتاب "حرز العاشقین" سے نقل کیا۔ اور
یسے امور میں اتنی ہی سند بس ہے۔

اس کا بیان فقیر کے دوسرے فتوے میں ہے جس کا سوال
ار ربیع الآخر شریف سنہ ۱۳۱۰ھ کو اجین سے آیا تھا۔ وباللہ التوفیق۔

واللہ تعالیٰ اعلم